

سوم ایڈیشن  
جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

# اذان و اقامت فتاویٰ مسیحا

ضمیمہ

## کلاس اذان میں مدد کی تحقیق

ابوالحسن اعظمی  
خادم التجوید و استرارة دارالعلوم دیوبند

زیر سرپرستی: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ  
2074 پوسٹ بکس نمبر: 54000  
زیر سرپرستی: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ  
جانب مسجد قدسیہ بالمقابل چریا گھر، شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: 54000  
فون: 042-6373310 ٹیکس: 042-6370371



سلسلہ  
نشر و اشاعت  
نمبر ۱۰۳



ناشر انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)

غیر آباد: باغبانپورہ، لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

042-6861584 042-6554774 54920



کھٹ بڈ نیا تو کر ہو س کم رکھ

اس بے تو دین کو مستم رکھ

دینے لگتا ہے پھر دھوان پیراغ

اک ذرا اس کی لو کو مدسم رکھ

مجدور رحمۃ اللہ علیہ



# اذان و اقامت کے فضائل و مسائل

مع ضمیمہ

## کلمات اذان میں مد کی تحقیق

مرتب:

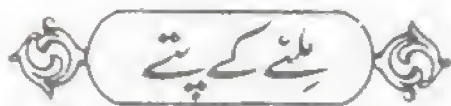
ابوالحسن اعظمی

خادم التجرد و استراة دارالعلوم دیوبند

ناشر: انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: ۵۴۹۲۰۱



نام کتاب: اذان و اقامت کے فضائل و مسائل مع ضمیمہ  
 مصنف: قاری ابوالحسن اعظمی صاحب  
 خادم التجوید و القراۃ دارالعلوم دیوبند  
 ناشر: انجمن احیاء السنۃ، فیضان آباد، باغبانپورہ، لاہور  
 طباعت سوم: جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ



لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

**یادگار خاتقاہ امدادیہ شرفیہ**

بالمقابل چڑیا گھر۔ شاصراۃ قائد اعظم۔ لاہور۔ پوسٹ بکس نمبر: 54000  
 پوسٹ بکس نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310  
 E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) فیضان آباد، باغبانپورہ، لاہور پوسٹ کوڈ: 54920  
 فون: 042-6861584 - 6551774

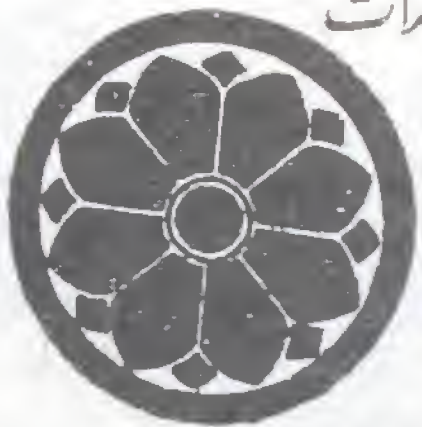
ڈاکٹر المصطفیٰ  
 خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس  
 مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب برکاتہم  
 اشاعت: نگران

رہائش: 32 راجپوت بلاک فیضان آباد، باغبانپورہ، لاہور فون: 042-6861584-042-6551774  
 Mobile: 0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com



# فہرست عنوانات

۱	پیش لفظ	۲	۲۲	ایک شکل اور اس کا جواب	۲۳
۲	اذان و اقامت	۵	۲۳	سابق شیخ القراء جامعہ ازہر مصر	۲۳
۳	ارشاد الہی، اذان کے معنی	۵	۲۴	علامہ مرعشی	۲۴
۴	اذان کا حکم، اذان کی مشروعیت	۵	۲۵	حضرت ملا علی قاری	۲۴
	کب اور کیسے؟		۲۶	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	۲۵
۵	اذان کی فضیلت	۶	۲۷	رد المحتار المعروف بالشامی	۲۵
۶	شرائط اذان، مؤذن کے شرائط	۷	۲۸	ذخیرہ	۲۶
۷	اذان کی سنتیں و مستحبات	۷	۲۹	حفیہ کے ترجمان علامہ ابن الہمام	۲۶
۸	اذان کا جواب دینا	۸	۳۰	فتاویٰ عالمگیری المعروف بہ فتاویٰ ہند	۲۷
۹	اذان میں راگ پیدا کرنا	۹	۳۱	التعلیق الصبیح	۲۷
۱۰	ارشاد و رسالت	۹	۳۲	دور جدید کے عربی عالم	۲۹
۱۱	اقامت کے احکام	۱۰	۳۳	مولانا عاشق الہی صاحب بلند شہری مظاہر	۳۰
۱۲	اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟	۱۰	۳۴	کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ	۳۰
۱۳	اقامت کی سنتیں	۱۱	۳۵	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالپوری	۳۲
۱۴	اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ	۱۱	۳۶	دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب مظاہر	۳۳
۱۵	ضمیمہ - کلمات اذان میں مد کی تحقیق	۱۳	۳۷	بنگلہ دیش سے آیا ہوا ایک	۳۳
۱۶	مترک کلمات	۱۳	۳۸	استفتاء اور اس کا جواب	۳۳
۱۷	تقریظ	۱۵	۳۹	حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مظاہر جوپوری	۳۶
۱۸	عرض مرتب	۱۶	۴۰	خلاصہ	۳۹
۱۹	کلمات اذان	۱۹		تائیدات	۴۰
۲۰	معروضات، تحقیقات	۲۱			
۲۱	اسباب مد	۲۱			







افضل العبادۃ نماز کی اہمیت اور عظمت تو ظاہر ہے، لیکن اسی کے ساتھ اس اہم ترین عبادت کا دیباچہ یعنی اذان بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں ہے، اذان کی بھی بڑی فضیلت ہے۔۔۔ کسی بھی عبادت کے فضائل کا جب تک علم اور اس سے مکمل واقفیت نہ ہو تو اس کی حقیقی عظمت کا احساس نہیں ہوتا۔

فضائل کے ساتھ اسکے متعلق مسائل بھی ہیں چنانچہ اس کے مسائل سے واقفیت نہایت ضروری ہے، فقہاء کرام نے امام ہی کی طرح مؤذن کے اوصاف بھی ذکر کئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذن کیلئے بھی عالم (اور متقی) ہونا بہتر ہے تاکہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جا سکے اور اس کے صحیح نتائج و اثرات مرتب ہوں۔

اذان و اقامت کے احکام و مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر گونا گوں قسم کی غلطیاں واقع ہوتی ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ نیکی اور ثواب سے محرومی ہوتی ہے، بلکہ نقصان واقع ہوتا ہے۔ آئندہ صفحات میں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اذان و اقامت کے فضائل اور احکام و مسائل احادیث کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں، ساتھ ہی کلمات اذان میں بے موقع اور بے محل بیجا کھینچ تان اور افراط و تفریط سے متعلق رسالہ "کلمات اذان میں مد کی تحقیق" کو بھی اتنا ملاحظہ فرمائیے کہ اس کا ضمیمہ ناپیدا کیا ہے اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں عزیزان گرامی قدر مولوی دمفی منزل حسین مظفر نگری اور مولوی دمفی ابو جندل مظفر نگری سلمہا کی کاوشیں صفحہ بصفحہ شریک ہیں، راقم ان کا یہ مصمم قلب ممنون ہے۔

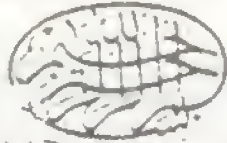
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے محض اپنے لطف و کرم سے مقبولیت عطا فرمائے، اسے پڑھ کر اذان و اقامت کی اہمیت و عظمت پیدا ہو، اس کے مطابق عمل کی توفیق ہو۔ اور راقم الحروف کیلئے نادِ آخرت ہو، آمین۔

ابوالحسن اعظمی

خادم التجوید والقراءة دارالعلوم دیوبند

۱۴ شوال ۱۴۱۲ھ





ارشادِ الہی ہے **وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هَاهُنَا وَأُولَٰئِكَ بِأَنفُسِهِمْ**

قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ط مَائِدَة ٥٨

تہ جہمہ۔ اور جب تم نماز کے لئے اذان کے ذریعہ اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ تمہاری اس عبادت کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں۔ اور یہ (حرکت) اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے (بیان القرآن ۴۲) پے

اذان کے معنی اصطلاح شرع میں اذان کہتے ہیں اوقات مخصوصہ میں الفاظ مخصوصہ کے ذریعہ نماز کے لئے پکارنا نماز کا وقت آجانیکا اعلان کرنا۔ (الد المختار علی الشامی ص ۲۵۲ ج ۱)  
(مطبوعہ کوئٹہ) (دالبحر الرائق ص ۲۵۲ ج ۱)

اذان کا حکم اسوائے نماز جمعہ کے ہر فرض نماز کے وقت ایک بار اذان دینا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم۔ جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا ہو یا قضا۔ جنازہ عیدین، سورج گرہن، استسقار، تراویح کے لئے اذان دینا ثابت نہیں۔ شامی

۲۸۳ و ۲۸۲ ج ۱ و طحاوانی البحر الرائق ۲۵۵ ص ۲۵۶ ۵۷ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان

نماز جمعہ کے لئے دوبارہ اذان دینا ضروری ہے۔ ایک اور نمازوں کی طرح شروع میں۔ دوسرے بوقت خطبہ جب امام ممبر پر آجائے۔ شامی منہج مطبوعہ کوئٹہ،

اذان کی مشروعیت | جب پیغمبر علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے  
کب اور کیسے ؟ | تو اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ ہونا

چاہیے جس سے نماز کے وقت اور جماعت کے قیام کی اطلاع دی جاسکے چنانچہ۔  
بعض لوگوں نے ناقوس (سنگھ) بجانے کا مشورہ دیا۔ کسی نے کہا بگل بجایا جائے۔  
کسی نے آگ جلانے کا مشورہ دیا۔ تو کسی نے ڈھول بجانے کا۔ پیغمبر علیہ السلام



نے بالترتیب ان چاروں طریقوں کو نصاریٰ، یہود، مجوسیوں اور رومیوں کے طریق کی مشابہت کے باعث ناپسند فرمایا۔ کسی نے جھنڈا نصب کئے جانے کا مشورہ دیا اسے بھی آپ نے اچھا نہ سمجھا۔ غرض یہ کہ کسی ایک بات پر اتفاق نہ ہو سکا اور پیغمبر علیہ السلام اور حضرات صحابہؓ فکر مندی کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے۔ ان فکر مند صحابہؓ میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید ابن عبد ربہؓ بھی تھے آپ نے اس فکر میں رات گزاری۔ رات میں ایک فرشتے کو خواب میں دیکھا جس نے انھیں اذان اور اقامت سکھائی۔ آپ نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب بتایا آپ نے فرمایا یہ خواب سچا ہے، ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وحی کے ذریعہ اس خواب کی مطابقت ہوئی۔ آپ نے عبداللہ بن زید بن عبد ربہؓ کو حکم دیا کہ اٹھو اور بلالؓ کو اپنے ساتھ لے کر اذان دو۔ بلالؓ تمہارے بتائے ہوئے کلمات کو زور زور سے بطور اذان کہتے رہیں۔ کیونکہ بلالؓ کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے۔

یہی مطلب ہے اس حدیث کا جسے ابو داؤد (ص ۱۷۷) وغیرہ نے روایت کیا ہے بخاری شریف میں مذکورہ حدیث اختصار کے ساتھ اس طرح ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَاُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتِيَ الْإِقَامَةَ۔ بخاری شریف (ص ۱۷۷)

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو کچھ لوگوں نے یہود و نصاریٰ کا ذکر اٹھا دیا اور کہا کہ ان دونوں صورتوں میں غیر مسلموں کی مشابہت لازم آئے گی، بالآخر حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات جفت کہیں اور اقامت کے کلمات مین اتیار کریں۔

اذان کی فضیلت اذان اور مؤذن کے فضائل بہت منقول ہیں۔ ارشادِ رسالت ہے :-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْبُتْدَاءِ



وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ (بخاری شریف ص ۱۶۷)

ترجمہ :- یعنی اگر لوگ اذان اور صفِ اول کی اہمیت کو جانتے اور پھر بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ ہوتی تو اس کے لئے قرعہ اندازی..... ضرور کرتے۔ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ اطُّوْلُ النَّاسِ اَعْنَا قَا كَوْمَ الْقِيَمَةِ (رواہ مسلم عن معاویہ رضی اللہ عنہ ۱۶۷)

ترجمہ :- پیغمبر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت میں سب سے زیادہ اونچی ہوں گی۔ یعنی قیامت کے دن مؤذنین بہت زیادہ اعمالِ خیر کے ساتھ پیش ہوں گے اور جناب باری میں ان کو بہت زیادہ قرب و عزت کا مقام حاصل ہوگا۔

تنبیہ :- واضح ہو کہ اذان کے کلمات مجزوم اور ساکن ہیں وصل کرتے ہوئے اعراب نہ ظاہر کئے جائیں۔ یہی حکم تکبیر کا بھی ہے۔ (شامی ص ۲۸۴ کوٹہ ج ۱ کنز العمال ج ۸ ص ۱۵۱)

**شرائط اذان** | اذان درست ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) اذان کے الفاظ وقفہ

طویلہ کے بغیر یکے بعد دیگرے ادا کئے جائیں (عالمگیری ص ۵۶ ج ۱) (۲) اذان عربی الفاظ

میں ہو (ردالمحتار المعروف بالشامی ص ۲۹۲ ج ۱ کوٹہ) و عالمگیری ص ۵۵ ج ۱) (۳) اذان نماز

کا وقت آنے پر ہونی چاہیے۔ اگر وقت پہلے اذان دی گئی تو صحیح نہ ہوگی۔ (شامی ص ۲۸۴ ج ۱)

و عالمگیری ص ۵۵ ج ۱) کوٹہ) (۴) اذان کے الفاظ صحیح ترتیب سے ادا کئے جائیں خلاف

ترتیب اذان دئے جانے پر اذان مکروہ ہوگی۔ (عالمگیری ص ۵۶ ج ۱)

**مؤذن کے شرائط** | مؤذن کے لئے لازم ہے کہ وہ دین دار ہو۔ مسائل سے واقف

او ذی ہوش ہو نماز کے وقت سے باخبر ہو جنہیں یہ شرائط نہ ہوں انکا اذان دینا مکروہ ہے

جیسا کہ کسی جنبی یا بدکار کا اذان دینا۔ (شامی ص ۲۸۹ و ص ۲۹۰ ج ۱) و عالمگیری ص ۵۳ ج ۱) کوٹہ)

**اذان کی سنتیں مستحب** | اذان کی سنتیں اور مستحبات یہ ہیں کہ مؤذن دونوں



ناپاکیوں سے پاک ہو (الحجرات ص ۲۶ ج ۱) اس کی آواز دلپسند اور بلند ہو۔ اذان بلند جگہ سے دی جائے۔ (عالمگیری ص ۵۵ ج ۱ شامی ص ۲۸۵ ج ۱ کوٹہ) اگر سواری پر ہو تو پھر قبلہ نہ ہونا خلاف سنت نہیں ہے۔ (شامی ص ۲۸ ج ۱) قضا نماز کے لئے بلند آواز سے اذان دینا سنت ہے۔ اگر بہت سی قضا نمازوں کو اکٹھا پڑھنا ہو تو پھر ان میں سے پہلی ہی نماز کے لئے اذان دینی چاہئے۔ (شامی ص ۲۸ ج ۱ کوٹہ)

اذان کے مستحبات میں سے یہ ہے کہ حتیٰ علی الصلوٰۃ کہتے وقت دائیں جانب اور حتیٰ علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب چہرے اور گردن کو موڑا جائے سینہ او قدم نہ مڑے۔ اذان دیتے وقت کانوں کے سوراخوں کو بند کرنا مستحب ہے۔ (شامی ص ۲۸ ج ۱) اذان کا جواب دینا اس شخص کے لئے جو اذان سن رہا ہو اور مسجد کے اندر موجود ہو اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ اور اگر مسجد سے باہر ہو تو اس کے لئے اجابت

بالقدم (مسجد کی طرف چلنا) ضروری ہے اور باللسان (زبان سے) مستحب ہے لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو زبان سے جواب دینا ہی کافی ہے۔ خواہ سننے والا جنبی ہو، البتہ حیض و نفاس والی عورت کے لئے جواب دینے کا حکم نہیں، سننے والا جواباً وہی الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے۔ سوائے حتیٰ علی الصلوٰۃ اور حتیٰ علی الفلاح کے کہ ان کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔ اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و برزت کہنا چاہئے۔ (شامی ص ۲۹۲ و ۲۹۳ ج ۱ کوٹہ)

واضح ہو کہ جواب انہیں اذانوں کا دیا جائے گا جو شرعاً اذان کا حکم رکھتی ہیں۔ (شامی ص ۲۹۲ ج ۱) بحالت نماز مؤذن کی اذان کا جواب دینے سے نماز باطل ہو جائے گی۔ خواہ وہ ارادہ کے ساتھ ہو یا سہوا ہو۔ (شامی ص ۲۹۳ ج ۱)

علوم شرعیہ کے معلم اور متعلم کے لئے دوران تعلیم جواب اذان کا حکم نہیں ہے



لیکن تلاوت قرآن کی حالت میں جواب اذان کا حکم دیا گیا ہے۔ کھانا کھاتے وقت جواب کا مطالبہ نہیں ہے۔ اذان ختم کرنے کے بعد درود بھیجنا اور یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اَتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَاَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِلٰلٰهِي وَعَدَّتْهُ۔ (سنت یا مستحب کے خلاف ہونے کو مکرر وہ کہتے ہیں) شامی ص ۲۹۲ و ص ۲۹۳ ج ۱ (کوٹہ)

اذان میں راگ پیدا کرنا | اذان میں راگ اور لے پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانے میں عام طور سے ہو رہا ہے کوئی شرعاً مقرر کردہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ اذان عبادت ہے اس سے غرض خشوع ہے۔۔۔۔۔ جہنہ کے نزدیک غنا کی کیفیت اگرچہ اچھی بات ہے اس لئے کہ تحسین صوت مطلوب ہے۔ لیکن اس طرح نہیں کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں، ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ سننا بھی جائز نہیں۔ (شامی ص ۲۸۵ ج ۱ و عالمگیری ص ۵۴ ج ۱) (تفصیل آگے ضمیمہ میں دیکھئے)

ارشاد رسالت ہے | عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَذَّنَ ثَلَاثِينَ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَتْ لَهُ بِتَأْخِيْنِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً۔ (ابن ماجہ ص ۵۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بارہ برس اذان دی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور موزن کے لئے اس اذان کے باعث ہر روز (یعنی اذان کے بدلہ) ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت (تکبیر) کے بدلے تیس نیکیاں۔

اقامت کا ثواب اُدنا شاید اس لئے فرمایا گیا ہے کہ تکبیر صرف حاضرین کی اطلاع کے لئے کہی جاتی ہے اور اذان عافریں اور غائبین دونوں کے لئے ہے یا یہ کہ اذان میں مشقت زیادہ ہے اور اقامت میں کم۔



اقامت کے احکام | اقامت مثل اذان کے ہے سوار اس کے کہ اقامت عرفاً نماز سے متصل ہوتی ہے لہذا اگر تکبیر کے بعد امام زیادہ گفتگو یا عمل کثیر مثلاً کھانا پی کر فاصلہ زیادہ کر دے تو تکبیر کو دہرایا جائے گا۔ (شامی ص ۲۹۴ و ص ۲۹۵ ج ۱ کوٹہ)

اقامت کی وقت مقتدی کب کھڑے ہوں | مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے يَقُولُ اُقِمَّتِ الصَّلَاةُ فَقُنَا فَعَدَلْنَا الصُّفُوفَ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ اِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخ (ج ۱ ص ۲۳)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کھڑی ہو جاتی تو ہم حضورؐ کی تشریف آوری سے قبل ہی کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کرتے تھے۔

دوسری روایت بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: اِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافِهِمْ قَبْلَ اَنْ يَقُومَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامَهُ (ایضاً)

یعنی جب نماز کے لئے اقامت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر تشریف لیجانے سے پہلے لوگ اپنی اپنی صفیں سیدھی کرنی شروع کرتے تھے۔ فقہار کی یہ عبارت کہ ”جب مکیحی علی الفلاح کہے تب مقتدی کو کھڑا ہونا چاہیے“ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شروع میں کسی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو اسکے بعد بیٹھنا رہنا چاہیے۔ اقامت کی سنتیں | چند باتوں کے سوار اقامت کی وہی سنتیں ہیں جو اذان میں

بیان ہوئیں۔ ان چند باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ حملے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا۔ مستحب نہیں ہے بلکہ جلدی کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر ٹھہر ٹھہر کر ادا کئے جائیں تو جائز ہے۔ اسی طرح بوقت اقامت کانوں میں انگلیوں کا رکھنا جائز تو ہے مگر سنت نہیں ہے۔ اقامت میں حتیٰ علی الفلاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کا اضافہ کیا

جاتا ہے۔ (شامی ص ۲۸۶ ج ۱ و عالمگیری ص ۵۵ و ص ۵۶ ج ۱)



**اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ** | مؤذن کے لئے سنت یہ ہے کہ اذان و اقامت

کے درمیان افضل وقت کا دھیان رکھتے ہوئے اتنا ٹھہرے کہ مسجد میں پابندی سے آنے والے نمازیں آجائیں۔ سوائے مغرب کے، اس وقت میں تین چھوٹی آیتوں کی تلاوت کے بقدر وقفہ کرے۔ (عالمگیری ص ۵۶ و ۵۷ ج ۱) شامی ص ۲۸ مطبوعہ کوئٹہ

تبکیر مؤذن کا حق ہے چاہیے کہ مؤذن تبکیر پڑھے۔ لیکن اگر مؤذن کی اجازت سے کسی دوسرے شخص نے تبکیر پڑھ دی تو جائز ہے۔ شامی ص ۲۹ ج ۱ (کوئٹہ) البحر الرائق ص ۲۵ ج ۱

فی الترمذی: عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِي قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُعِدِّنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَأَذِنْتُ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صَدَاءِ قَدْ أَذَنَ وَمَنْ أَذَنَ فَهُوَ يَهُودِيٌّ (ترمذی ص ۵۷ ج ۱ مطبوعہ مختار اینڈ کمپنی)

ترجمہ:- حضرت زیاد بن حارثؓ سے مروی ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے لئے اذان پڑھنیکا حکم دیا تو میں نے اذان پڑھ دی پھر اقامت کے وقت حضرت بلالؓ نے تبکیر کہنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا صد ار بھائی (زیاد بن حارث صدائی) نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت

کہے۔ قَالَ الْعَلَامَةُ يَوْسُفُ الْبُنُورِيُّ فِي مَعَارِفِ السُّنَنِ فِي كِتَابِ فَقَهَا مَنَا إِنْ أَوَّلَى أَنْ يُقِيمَ مَنْ أَذَنَ وَإِنْ أَقَامَ غَيْرُهُ فَجَازَ أَنْ تُعَادَ بِذَلِكَ الْمُؤَذِّنُ۔ (مطبوعہ ۲۷)

ترجمہ:- ہمارے فقہار کی کتابوں میں یہ (مسئلہ) ہے کہ اولیٰ یہی بات ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے لیکن اگر غیر مؤذن تبکیر کہدے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ مؤذن کو اس سے تکلیف نہ ہو۔











# کلمات اذان میں مد کی تحقیق







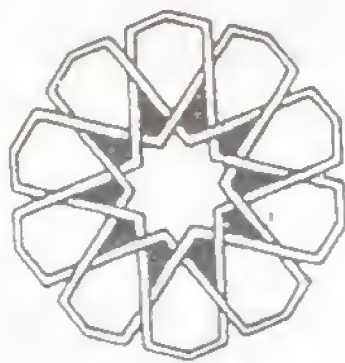
## متبرک کلمات

مکرمی جناب قاری ابوالحسن صاحب زید لطفہ السامی  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 اکابر کی تحریرات گرامی کے بعد اس ناکارہ کی تقریظ کی حاجت نہ تھی،  
 مگر آپ کی خواہش کی تکمیل کے لئے سطور ذیل مسطور میں۔  
 اذان کے سلسلہ میں مرتب کردہ رسالہ دیکھا، ماشاء اللہ تعالیٰ خوب  
 تحقیق کی ہے، جزاک اللہ تعالیٰ جی خوش ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں  
 اور لوگوں کو نفع اٹھانے کی توفیق بخشیں۔

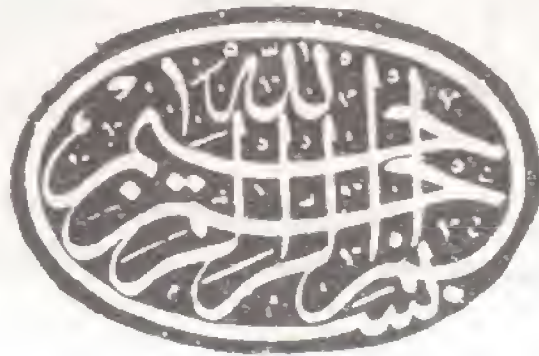


والسلام

(حضرت مولانا سید) ابرار الحق (صاحب دامت برکاتہم)  
 عشرہ جمادی الثانی







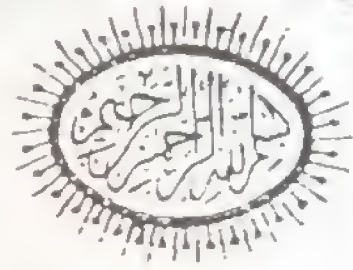
الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى! اما بعد  
 قاری ابوالحسن صاحب زید مجدہم، لوح و قلم کے سلسلے میں قابل رشک اور توفیق  
 یافتہ انسان ہیں، فنِ تجوید کی انھوں نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔  
 کلماتِ اذان میں مد کا مسئلہ بھی فقہ سے زیادہ تجوید سے متعلق ہے، اللہ جزائے  
 خیر عطا فرمائے ہمارے اکابر میں حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس غلطی  
 کی اصلاح کیلئے بڑی جدوجہد فرمائی ہے اور فرماتے رہتے ہیں، حضرت مولانا دامت  
 برکاتہم کے موقف کو مدلل طور پر ثابت کرنے کے لئے محترم قاری صاحب زید مجدہم نے  
 قلم اٹھایا ہے اور وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہیں۔  
 دعا ہے کہ پروردگارِ عالم اس مقالہ کو اصلاح کا ذریعہ بنائے اور اپنی بارگاہ میں  
 حسن قبول کی دولت سے نوازے، آمین ☆ ☆ ☆

ریاست علی غفرلہ





# عرض مرتب



ارکانِ اربعہ میں نماز کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ اذان اسی اہم عبادت کا دیباچہ ہے، شعار ہے، اذان کی فضیلت و اہمیت بھی احادیث سے معلوم ہے۔

شریعت کے ہر رکن اور عمل کی انجام دہی کے طریقے بھی قرآن و سنت سے، ائمہ صحابہؓ سے منقول ہیں۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام نے واضح طور پر بتائے ہیں۔

کوئی بھی عمل ہو جب تک صحیح طریق پر سنت کے مطابق نہ ہوگا، دین نہ ہوگا۔

اذان شعارِ اسلام ہے، تو یہ کیوں کر ممکن ہوگا کہ اس کا صحیح طریقہ نہ بتایا گیا ہو، کیا اس کے بارے میں بالکل آزادی، کھلی چھوٹ اور من مانی کی اجازت ہوگی؟

ائمہ کرام اور اربابِ علم و فن نے باقاعدہ طور پر اس کے ضوابط اور اصول مقرر فرمائے ہیں، ان ضوابط اور قیود کی پوری پابندی کرتے ہوئے اس عظیم عمل کی بجا آوری صحیح قرار دی جائے گی۔ حدود و قیود سے



متجاوز ہو کر کلمات اور حروفِ اذان میں محض لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بجا کھینچ تان کو بہر حال ممنوع قرار دیا جائے گا، اس پر نیکر کیجائے گی۔ خوش آوازی بلاشبہ مستحسن اور مطلوب ہے مگر مطلق نہیں، حدود و قیود کے ساتھ مستحسن ہے۔

قرآن کریم جسے خوش آوازی سے پڑھنے کے سلسلے میں پیغمبر علیہ السلام نے مستقل ترغیب دی ہے مگر یہی خوش آوازی اگر حدود سے نکل کر بحدِ نغمہ و راگ تطریب تک پہنچ جائے تو بہر حال ممنوع بھی ہے، پڑھنا اور سننا بھی۔ اذان میں بے شک اعلان و اجہار مقصود ہے۔ اس سے کسے انکار ہے مگر یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ اس اعلان و اجہار کو غلط طور پر حروف کی کھینچ تان سے جوڑ دیا گیا ہے، اعلان اور آواز کی بلندی دور تک پہنچنا اس کا تعلق سینے کی طاقت اور انسان کے پھیپھڑوں کی قوت سے ہے، ایک کمزور انسان کتنا ہی کھینچ تان کرے اسکی آواز میڈن (اذن گاہ) سے باہر بھی نہ جاسکے گی۔

دین کا کوئی جز ہو، شریعت کا کوئی بھی عمل ہو، جب وہ اپنے حقیقی رخ اور صحیح طریق سے ہٹنے لگے تو حضراتِ علماء کرام کا یہ بہر حال فریضہ ہو جاتا ہے کہ اس پر نیکر کریں، اسے صحیح جگہ پر لانے کی سعی کریں، اس میں مداہنت، اس کی طرف سے غفلت کسی طرح مناسب نہیں۔

حضرت شیخی و مرشدی مولانا سید ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ناظمِ دعوة الحق ہر دو ذکا کو جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ کسی بھی امر منکر پر آپ مقرر ہو جاتے ہیں، بغیر کسی مداہنت کے احسن طریق پر اسکی درستگی کا فکر فرماتے ہیں۔

امسال سوال ۱۴۱۳ھ میں حضرت والا کی دیوبند تشریف آوری ہوئی ایک



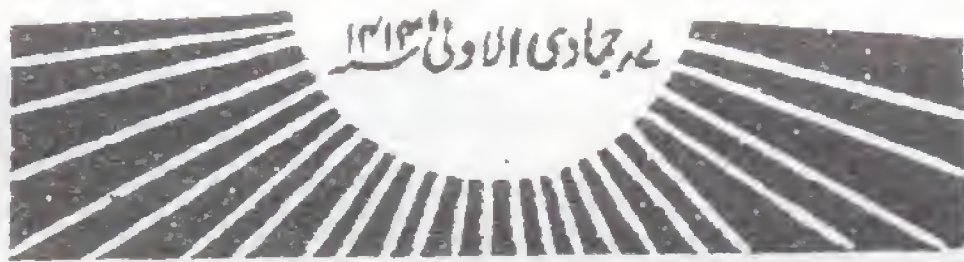
جگہ اذان ہو رہی تھی حضرت والا کو وہ اذان مسموع ہوئی تو اس کی جانب توجہ  
 دلائی، اس پر کچھ فرمائی۔ اور کلمات اذان میں بے موقع اور بیجا کھینچ تان اور  
 افراط و تفریط کی تحقیق چاہی۔  
 آئندہ سطور میں اسی سے متعلق ٹوٹے پھوٹے کچھ جملے انداز میں جو کچھ بن پڑا  
 پیش کیا گیا ہے۔

راقم الحروف کو اپنی علمی بے بضاعتی کا مکمل احساس ہے چنانچہ اس تحریر  
 کو متعدد حضرات اہل علم و افتاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کی تصحیح و تصدیق  
 چاہی۔ ان حضرات نے پوری توجہ کے ساتھ دیکھا سنا اور جہاں کہیں تصحیح اور  
 اصلاح کی ضرورت ہوئی اصلاح فرمائی اور اپنی تصدیقات سے نوازا، راقم  
 ان سب حضرات کا ممنون ہے۔  
 وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ  
 -وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ-

بہ عظمیٰ  
 ابو الحسن امجدی

خادم التجوید و القراءۃ دار العلوم دیوبند

۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ





# کلمات اذان

اللَّهُ أَكْبَرُ • اللَّهُ أَكْبَرُ  
 اللہ سب سے بڑے ہیں اللہ سب سے بڑے ہیں  
 اللَّهُ أَكْبَرُ • اللَّهُ أَكْبَرُ  
 اللہ سب سے بڑے ہیں اللہ سب سے بڑے ہیں

ہمزہ (الف) اللہ اور اکبر کے شروع میں قوت اور سختی کے ساتھ لام اللہ کو ابتداء ہی خوب پڑھا جائے لام کے لفظ میں مد طبعی ہے، صرف قصر ہو بقدر ایک الف ہاء کا پیش خوب معروض اور باریک ہو، واد مد کی بودیکر ادا کیا جائے مد آواز کو ساکن ادا کرتے ہوئے پڑھا جائے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کئے جانے کے لائق نہیں ہے

شیتن میں آواز مزہ کے اندر خوب پھیل جائے لام میں مد فرعی متفصل ہے اس میں چار الف تک مد جائز ہے۔ اللہ کے الف پر مد سے بالکل احتراز کیا جائے اللہ پر مد فرعی عارضی ہے، اس میں پانچ الف تک مد جائز ہے اس سے زائد سے احتراز کرنا چاہیے۔

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں

أَنَّ کے نون اور محمد کے ميم مشد دین ایک الف سے زائد عن سے احتراز کرنا چاہئے رسول کی راء پر ہے اللہ کا حکم گذرا

حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ  
 حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ  
 اذان نماز کی طرف

حتی کی تشدید ادا کرتے ہوئے تقریباً دو الف تک تاخیر کی جائے، یا کار زبردی سے ادا کیا جائے، اس پر آواز رکھنے نہ پائے۔ صا د کو خوب پڑھا جائے، الصلوة میں مد عارضی ہے۔ حکم گذرا



حَيِّ عَلَى الْفَلَاحِ

حی اور مد عارضی کا حکم گذرا

حَيِّ عَلَى الْفَلَاحِ

اُد کا میا بی کی طرف

اذانِ فجر میں اضافہ

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

الصَّلَاةُ کے الف کے بعد لام میں صرف

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

مد طبی ہے  
اسیں الف کو بڑھانے سے احتراز لازم ہے  
النَّوْمُ میں مد لین عارضی ہے اسیں قصر بہتر ہے، مد  
کرنا بھی جائز ہے جسکی آخری حد پانچ الف ہے۔

نماز نیند سے بہتر ہے

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ

اس کا حکم گذرا

اللہ سب سے بڑے میں ، اللہ سب سے بڑے میں

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

حکم گذرا

اللہ کے سوا کوئی عبادت کئے جانے کے

لاائق نہیں ہے۔





کلمات اذان میں لفظ اللہ (وصلًا) اور اذان فجر میں  
لفظ الصَّلَاة میں الف پر مد اصلی اور مد فرعی میں  
فرق کے بغیر مد کیا جاتا ہے، نیز اذان میں دیگر افراط و تفریط  
جو ہو رہی ہے اس سلسلہ میں مختصر معروضات

اذان میں مد والے کلمات کی دو نوعیت ہے ایک یہ کہ جن کلمات میں مد فرعی ہے  
یعنی حروف مدہ کے بعد اسباب مد (ہمزہ سکون) میں سے کوئی سبب ہے جیسا کہ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شہادت توحید میں اور آخر میں۔ اسی طرح شہادتین پر بصورت وقف  
اللہ پر مد، نیز الصَّلَاة اور الفلاح پر وقفاً یہ سبب مد فرعی ہیں (مد مفصل اور مد عارضی)  
دوسرے وہ کلمات جن میں مد اصلی اور مد طبعی ہے جیسے اللَّهُ أَكْبَرُ میں لام  
کے بعد الف اسی طرح الصَّلَاةُ حَيُّ مِنَ النَّوْمِ میں الصَّلَاةُ کے لام کے بعد الف  
واضح ہو کہ مد طبعی اور اصلی میں مقدار کشش صرف ایک الف ہے اس پر زیادتی  
ثابت نہیں اسی طرح مد فرعی میں اس کی مقررہ حدود کے اندر ہی مد کرنا صحیح ہے۔  
چنانچہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں لا پر مد مفصل ہے جس میں توسط ہوتا ہے (بقدر دو، ڈھائی  
چار الف علی اختلاف الاقوال) اور اللہ پر وقف کرتے ہوئے مد عارضی وقفی ہے،  
جس میں طول جائز ہے جس کی آخری اور انتہائی مقدار پانچ الف ہے اس سے  
زیادہ کا کوئی قول نہیں۔

اسباب مد | جیسا کہ مد کا ایک سبب ظاہری ہوتا ہے یعنی ہمزہ و سکون کا آنا  
حرف مد مقروء کے بعد، اسی طرح ایک سبب باطنی اور معنوی بھی ہے مثلاً نفی  
میں مبالغہ کرنا جیسے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وغیرہ اس میں مد اس نیت سے  
کرنا کہ غیر اللہ سے بالکلیہ نفی ہو جائے اور پھر اثبات ذات الہی ہو، اہل عرب کے



کے نزدیک مدکار یہ بھی ایک قوی سبب مانا جاتا ہے۔ محقق ابن الجزری فرماتے ہیں  
وَأَمَّا السَّبَبُ الْمَعْنَوِيُّ فَهُوَ قَصْدُ الْمُبَالِغَةِ فِي النَّفْيِ وَهُوَ سَبَبٌ قَوِيٌّ مُقْصُودٌ عِنْدَ  
الْعَرَبِ وَإِنْ كَانَ أَوْضَعُ مِنَ السَّبَبِ اللَّفْظِيِّ عِنْدَ الْقُرَّاءِ وَمِنْهُ مَدُّ التَّعْظِيمِ  
نَحْوُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَهُوَ قَدْ وَرَدَ عَنْ أَصْحَابِ  
الْقَصْرِ فِي الْمُنْفَصِلِ لِهَذَا الْمَعْنَى وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا مَدُّ الْمُبَالِغَةِ فِي نَفْيِ الْهَيْئَةِ  
هُوَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَهَذَا مَعْرُوفٌ عِنْدَ الْعَرَبِ لِأَنَّهُ تَمَدُّدٌ عِنْدَ الدُّعَاءِ وَعِنْدَ  
الْإِسْتِغَاثَةِ فِي نَفْيِ شَيْءٍ وَيَدُونُ مَا لَا أَصْلَ لَهُ بِهَذَا الْعِلَّةِ (ج ۱ ص ۳۳۳-۳۳۵)

اس سلسلہ میں دو روایتیں ملتی ہیں ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور  
ایک حضرت انسؓ سے محقق جزری ان دونوں روایتوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (حوالہ ایضاً)  
صاحب اتحاف فرماتے ہیں: لَكِنَّهُ لَا يَبْلُغُ إِلَّا شَبَاعَ بَلْ يَقْتَصِرُ فِيهِ عَلَى  
التَّوَسُّطِ لِضَعْفِ سَبَبِهِ عَنِ الْهَمَزِ (ج ۱ ص ۱۶۸)

یعنی اس میں طول نہ ہونے پائے بلکہ صرف توسط جائز ہے کیونکہ یہ سبب  
ہمزہ کے مقابلہ میں ضعیف ہے۔

تاہم یہ مدود جن کے اسباب معنوی ہیں بطریق شاطبیؒ اور جمہور قرار معمول بہا نہیں ہے  
از مقری اظہار احمد تھانوی لاہور الجواهر النقیۃ ص ۱۶

اس قسم کی عبارتوں کو دیکھ کر لوگوں نے عام طور پر کلمات اذان میں مد کرنا  
شروع کر دیا آجکل کی اذانوں میں جو بے انتہا مد کیا جاتا ہے۔ اور آوازوں میں خوب  
اتار چڑھاؤ ہوتا ہے اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ مدات اور حرکات کو ان کے  
مقررہ حدود سے زیادہ کھینچنا جسے تمطیط اور تطویل کہتے ہیں یہ مکروہ ہے اس  
سے احتراز لازم ہے۔

علامہ ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب المصنف کے



اندر ایک روایت اذان میں تطریب (تغنی) کے سلسلہ کی نقل کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اسی حدیث کو نقل کر دیا جائے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ الْعَلَكِيِّ أَنَّ مُؤَذِّنًا أَذَّنَ فَطَرِبَ فِي أَذَانِهِ - فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ عَبْدُ الْعَزِيزِ - أَذْنُ أَذَانًا سَحَاوًا لَا فَاعِلَ لَنَا - (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۲۹ ج ۱)

ترجمہ :- ہم سے ابو بکر نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا وکیع نے سفیان سے انہوں نے عثمان سعد بن ابی حسین الکی سے کہ ایک مؤذن نے اذان دی۔ اور اس نے اپنی اذان میں تطریب (تغنی) کی۔ تو حضرت عثمان عبد العزیز نے اس (مؤذن) سے فرمایا۔ سیدھی سادی اذان دو۔ ورنہ ہم سے الگ اور جدا ہو جاؤ۔

ایک اشکال اور اسکا جواب اگر کوئی شخص یہ اشکال کرے کہ اس حدیث سے تغنی کے عدم جواز پر استدلال تام نہیں کیونکہ تطریب کے معنی تحسین صوت کے بھی آتے ہیں۔

یہ اشکال اس لئے صحیح نہیں ہے کہ حضرت عثمان عبد العزیز بہت بڑے فقیہ اور مجددِ اول تھے۔ تو اگر وہ مؤذن صاحب اذان میں تغنی نہ کرتے تو حضرت کی اس پر نیکی کے کیا معنی ہیں۔ لہذا یہاں تطریب کے معنی وہی لحن و تغنی کے ہیں جو اذان میں درست نہیں۔ اسی لئے حضرت عثمان عبد العزیز نے اس پر نیکی فرمائی۔ (مصدقہ از حضرت مفتی نظام الدین صاحب و مولانا نعمت اللہ صاحب)

سابق شیخ القراء جامعہ ازہر مصر | قدیم اور شہرہ آفاق علمی ادارہ جامعہ ازہر مصر کے سابق شیخ القراء شیخ محمد کی نقر کی اپنے موضوع پر معتبر ترین کتاب ”نہایۃ القول المفید فی علم التجوید“ ہے۔ اس میں موصوف اس قسم کے مدوں کی تردید فرماتے ہیں۔ (مطبوعہ ۱۳۲۸ھ مصری)



وَحَدَّثَنَا مُقَدَّرُ الرَّائِفِ وَصَلَاةٌ وَقَفَاءٌ وَلَقِصَّةٌ عَنْ الرَّائِفِ حَرَامٌ شَرَعًا فَيُعَابُ  
عَلَى فِعْلِهِ وَيُنَابِ عَلَى تَرْكِهِ فَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ أَيْمَةِ الْمَسَاجِدِ وَالْكَثَرُ الْمُؤَذِّنِينَ  
مِنَ الزِّيَادَةِ فِي الْمَدِّ الطَّبْعِيِّ عَنْ حَدِّ الْعُرْفِيِّ أَيْ عُرْفِ الْقُرَاءِ - فَمِنْ أَقْبَحِ  
الْبِدْعَةِ وَأَشَدِّ الْكِرَاهَةِ - لَا سِيَّمَا - وَقَدْ يَقْتَدِي بِهِمْ بَعْضُ الْجَهْلَةِ مِنَ الْقُرَاءِ  
(طبع جدید المكتبة العليّة لاہور ص ۱۶۶)

**حلاۃ مرعشی** صاحب جہد المقل علامہ مرعشی المعروف بساچقی زادہ اپنی کتاب  
جہد المقل و شرح میں مد متصل و منفصل سے متعلق کلام کرتے ہوئے اسی طرح کی عبارت  
نقل کرتے ہیں۔ فَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْأَيْمَةِ وَالْكَثَرُ الْمُؤَذِّنِينَ مِنَ الزِّيَادَةِ فَمِنْ  
أَقْبَحِ الْبِدْعَةِ وَأَشَدِّ الْكِرَاهَةِ - (ص ۱۵۵)

حضرت ملا علی قاری | احناف میں ملا علی قاری کی شخصیت مشہور زمانہ ہے۔  
متاخرین نے آپ کو حنفیہ کا مجدد مانا ہے۔ آپ اپنی مقبول ترین کتاب المنع الفکری  
شرح مقدمہ الجزریہ میں (مد لازم اور مد واجب میں قصر اور ترک مد کے غیر جائز  
ہونے کے بارے میں لکھتے ہوئے) فرماتے ہیں۔

فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ قَصْرُ أَحَدٍ هَذَا عِنْدَ جَمِيعِ الْقُرَاءِ وَلَوْ قُرِئَ بِالْقَصْرِ يَكُونُ  
لَحْنًا جَلِيلًا وَخَطَأً فَاحِشًا. مُخَالَفًا لِمَا ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِالطَّرِيقِ الْمُسَوِّتَةِ - وَكَذَا إِذَا ارَادَ فِي الْمَدِّ الْأَصْلِيِّ وَالطَّبْعِيِّ عَلَى مَدِّ الْعُرْفِيِّ  
مَنْ قَدَّرَ الرَّائِفَ بِأَنْ جَعَلَهُ قَدَرًا لِيَغْنِيَ أَوْ أَكْثَرَ كَمَا يَفْعَلُهُ أَكْثَرُ الْأَيْمَةِ مِنَ  
الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ فَإِنَّهُ مُحَرَّمٌ قَبِيحٌ لَا سِيَّمَا وَقَدْ  
يَقْتَدِي بِهِمْ بَعْضُ الْجَهْلَةِ وَيُسْتَحْسِنُ مَا صَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ الْقِرَاءَةِ - (ص ۵۶)

شیخ محمد کی نصر اور ملا علی قاری کی مذکورہ دونوں عبارتوں کا قدر  
مشترک ایک ہی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مد لازم و مد واجب میں قصر



کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس میں قصر کیا گیا تو لحن جلی، خطاف فاحش، اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق منقول و متواتر کے خلاف ہو گا۔ اسی طرح مدِ طبعی و مدِ اصلی میں ایک الف کی مقدار سے زائد مد کرنا بھی خطاف فاحش اور لحن جلی ہو گا۔ اکثر حضرات جو شوافع اور احناف میں سے حرمین شریفین میں ایسا کرتے ہیں تو بلاشبہ حرام و قبیح ہے۔ یہ حکم مطلق ہے نماز اور اذان دونوں کو شامل ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ | حضرت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (جوان کی شہر آفاق کتاب ہے) میں ارقام فرماتے ہیں۔

وَإِطْلَاقُ مَدِّ أَلِفِ اللَّهِ وَمَا بَعْدَهُ غَيْرُ صَحِيحٍ لِأَنَّهُ يَجُوزُ قَصْرُهُ  
وَتَوَسُّطُهُ وَمَدُّهُ قَدْرُ ثَلَاثِ أَلِفَاتٍ حَالَةَ الْوُقُوفِ۔

یعنی اللہ کے الف میں مد کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف قصر جائز ہے،  
اور توسط و مد بقدر تین الف۔ بحالت وقف ہوتا ہے۔ (باب الاذان ص ۴۱)

رد المحتار المعروف بالشامی | اس سلسلہ میں شامی میں درج ذیل عبارت ہے۔

الْتَّرْجِيحُ بِالْقُرْآنِ وَالْأَذَانُ بِالصَّوْتِ الطَّيِّبِ طَيِّبٌ إِنْ كُنْتُ تَرْدُ فِيهِ الْحُرُوفُ  
وَإِنْ زَادَ كُرْهًا لَهُ۔ ص ۲

یعنی خوش آوازی سے قرآن کریم پڑھنا اور اذان دینا پسندیدہ امر ہے بشرطیکہ  
اسکے اندر لحن کی وجہ سے حروف میں اضافہ نہ ہو۔ اور اگر اضافہ ہو گیا تب بدلی ہوئی تو مکروہ ہے





ذخیرہ | ذخیرہ میں یہ عبارت ہے۔

إِنْ كَانَتْ الْأَلْحَانُ لَا تُغَيِّرُ الْكَلِمَةَ عَنْ وَضْعِهَا لَا تُدْرِي إِلَى تَطْوِيلِ الْحُرُوفِ  
حَصَلَ التَّغْيِيرُ بِهَا حَتَّى يَصِيرَ الْحَرْفُ حَرْفَيْنِ بَلْ لِحُسْنِ الصَّوْتِ وَتَزْيِينِ الْقِرَاءَةِ لَا  
يُوجِبُ فسادَ الصَّلَاةِ - وَذَلِكَ مُسْتَحَبٌّ عِنْدَنَا فِي الصَّلَاةِ وَخَارِجُهَا - وَإِنْ كَانَ  
يُغَيِّرُ الْكَلِمَةَ عَنْ وَضْعِهَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ - لِأَنَّهُ مِنْهُيٌّ - وَإِنَّمَا يَجُوزُ إِدْخَالُ الْمَدِّ  
فِي حُرُوفِ الْمَدِّ وَاللَّيْنِ وَالْهَوَاءِ نِيَّةً وَالْمُعْتَلِّ - شامی ص ۲۵ (بیروت) باب الخطر الالبا  
یعنی اگر الحان سے کلمہ اپنی ہیئت سے نہ بدلے۔ اور نہ حروف میں تطویل ہو کہ  
ایک حرف دو حرف بن جائیں۔ بلکہ صرف آواز کو بہتر بنانے کے لئے ہے تو یہ مستحب ہے  
اور اگر کلمہ اپنی اصل وضع سے بدل جائے۔ اور اپنے معنی سے نکل جائے تو یہ مکروہ  
تحریکی ہے۔ اور مد حروف مد ولین اور معتل میں ہوتا ہے۔ (جبکہ اس کے بعد مد  
کا سبب موجود ہو)

حنفیہ کے بہت بڑے ترجمان علامہ ابن الہمام | علامہ ابن الہمام رحنفیہ کے مشہور  
ترجمان) اپنی مشہور کتاب فتح القدر میں فرماتے ہیں۔ وَیَدْخُلُ فِي الْخِيَارِ أَيْضًا مَنْ  
لَا يُلْحِنُ الْأَذَانَ لِأَنَّهُ لَا يَحِلُّ - وَتَحْسِينُ الصَّوْتِ مَطْلُوبٌ - وَلَا تَلَزَمُ بَيْنَهُمَا وَ  
قِيْدُ الْهَلْوَاءِ بِمَا هُوَ ذِكْرٌ فَلَا بَأْسَ بِإِدْخَالِ الْمَدِّ فِي الْحَيَعَلَتَيْنِ - فَظَهَرَ  
مِنْ هَذَا أَنَّ التَّلْحِينَ هُوَ خُرَاجُ الْحَرْفِ عَمَّا يَجُوزُ لَهُ فِي الْأَدَاءِ - فَتَح الْقَدِيرِ (بیروت)  
ترجمہ :- اور نیز (بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول - لیوذن لکم خیار کم میں) خیار میں  
وہ شخص بھی داخل ہے جو اذان کے اندر لحن نہ کرتا ہو۔ کیونکہ لحن (اذان کے اندر)  
جائز نہیں۔ اور تحسین صوت (بہر حال) امر مطلوب ہے۔ اور ان دونوں کے اندر  
کوئی تلازم نہیں ہے۔ اور امام حلوانی نے اس لحن کے عدم جواز کو ان الفاظ  
کے ساتھ مقید کیا ہے جو ذکر کے قبل سے ہوں۔ لہذا حیعلتین کے اندر مد کرنے



میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ بہر حال اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ تلخین ماہر ف کو اس کی ادائیگی کی حد جو از سے نکال دینا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری۔ المعروف بفتاویٰ الہندیہ ہندوستان کے مشہور بادشاہ اور  
عالم و بزرگ حضرت آؤرنگ زیب عالمگیرؒ کے زمانہ اور ان کی زیر نگرانی مرتب شدہ  
کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وَيَكْرَهُ السَّالِحِينَ وَهُوَ الثَّغْنِي بِحَيْثُ يُوَدِّي إِلَى تَغْيِيرِ كَلِمَاتِهِ كَذَا فِي شَرْحِ  
الْمَجْمَعِ لِابْنِ الْمَلِكِ وَتَحْسِينِ الصَّوْتِ لِلْأَذَانِ حُسْنٌ مَا لَمْ يَكُنْ لِحُذِّهِ كَذَا فِي  
السِّرَاجِ جَيَّةٍ - عَالِمُ كَيْدٍ صَدَجٌ - (كُوْنُ) بَابُ الْأَذَانِ -

ترجمہ :- اذان میں تلحین یعنی اس طرح آواز بنا کر پڑھنا جس سے کلمات اذان میں تغیر ہو جائے۔ مکروہ ہے۔ اور اذان کو اچھی آواز سے پڑھنا (بہر حال امر مستحسن ہے جب تک اس میں لحن مذکور نہ ہو)۔

التعليق الصريح | حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ اپنی کتاب التعلیق الصریح

شرح مشکوٰۃ میں باب الاذان کے تحت حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ سے منقول روایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز کے متعلق لکھتے ہیں۔

فَإِنَّهُ أُنْذَى صَوْتًا مِنْكَ أَيْ أَرْفَعُ صَوْتًا مِنْكَ - قَالَ الطَّبِيبُ يُوْخَذُ مِنْهَا  
اسْتِحْبَابُ كَوْنِ الْمُؤَذِّنِ رَفِيعَ الصَّوْتِ وَحَسَنَهُ - (ج ١ - ص ٢٩٧)

یعنی علامہ طیبیؒ نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ مؤذن کو رفیع الصوت، بلند آواز نیز اچھی آواز کا حامل ہونا چاہیے۔ مذکورہ روایت صاحب مشکوٰۃ نے ابوداؤد حصۃ باب بدء الاذان سے نقل کی ہے۔ جیسا کہ پیغمبر علیہ السلام نے راوی سے حضرت بلالؓ کے بارے میں مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا۔ اور آئندہ صَوْتًا مَنَک کی تشریح سب ہی حضرات اَرْفَعُ صَوْتًا مَنَک سے کرتے ہیں۔



حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں  
 ”زیرا کہ بدستی نرم تر و بلند تر و شیریں تر و بہتر است اواز سے اواز تو“

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز حضرت عبداللہ بن زید بن عبدالرحمن کی آواز سے  
 عمدہ بہتر پرکشش اور بلند تھی۔ (باب الاذان ص ۳۳۳ نول کشور۔)

ابوداؤد باب رفع الصوت بالاذان کے تحت روایت میں الفاظ ہیں۔

قَالَ الْمُؤَذِّنُ يَفْرُكُهُ مَدَى صَوْتِهِ الْخَبْرُ مَدَى صَوْتِهِ۔ کے معنی ہیں مُنْتَمَائے آواز  
 (الخطابی وابن الاثیر حاشیہ ابوداؤد شریف ص ۷۲)

اور ظاہر ہے کہ کلمات اذان دور تک پہنچانے کے لئے کسی مرفوع الصوت

اور بلند بانگ آدمی ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ ہو کہ

حتی الامکان مؤذن پرکشش اور عمدہ آواز کا بھی مالک ہوتا کہ آواز سن کر لوگوں کے

قلوب کھینچیں اور لوگ متوجہ ہوں۔ لوگ آواز کی کراہت سے بدکیں نہیں اور متنفر

نہ ہوں۔ یہ کہنا کہ اذان میں اچھا اور بھرا عقصود ہے۔ اور یہ بھر بغیر حرفوں کو زیادہ

سے زیادہ کھینچے ممکن نہیں۔ اس لئے مد کرنا جائز ہے اور مطلوب ہے یہ عجیب بات ہے

واضح ہو کہ آواز میں قوت اور بلندی کا تعلق انسان کے سینے اور پھیپھڑوں

کی مضبوطی اور قوت سے ہے جس کے سینے میں جتنی طاقت ہوگی۔ اس کی

آواز اتنی ہی بلند ہوگی۔ کمزور اور ضعیف سینے والا انسان جس کے پھیپھڑوں

میں قوت نہ ہو کتنی ہی دیر تک مد کرتا رہے اس کی آواز جائے اذان سے

بھی باہر نہ جائے گی۔ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تشریحی الفاظ پر ایک نظر پھر ڈال

لیجئے۔ فن تجوید و قرأت کی معلوم و مشہور شخصیت المقرئ محب الدین احمد

الہ آبادی سے اس قسم کا سوال کیا گیا تھا۔

سوال :- مؤذنین اذان میں عام طور پر لفظ اللہ پر مد کرتے ہیں اور ایسا تعامل



حرم شریف اور بڑے علمی اداروں میں بھی ہے۔ جبکہ یہ کتب فقہیہ کے دیکھنے سے پسندیدہ معلوم نہیں ہوتا کیا قرارت کی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے؟  
 جواب :- اذانوں میں لفظ اللہ پر مد کرنا ثابت نہیں۔ ایک معمول سا ہو گیا ہے کہ نغرض الإعلان اذان کے وقت لفظ اللہ میں مد کرتے ہیں۔ حالانکہ اسباب مد میں سے کوئی بھی سبب نہیں پایا جاتا ہے۔ فقط (التبیان ص ۱۳۶)  
 دور جدید کے عربی عالم | ماہر تجوید و قرارت حضرت حسینی شیخ عثمان اپنی مقبول اور معتبر کتاب ”حق التلاوة“ میں شیخ محمد کی نصرا المذکور کی عبارت کی تائید فرماتے ہوئے تقریباً وہی عبارت لکھتے ہیں۔ (ص ۱۵۵)  
 موصوف ”تجوید الاذان والاقامة“ کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

كَمَا يَنْبَغِي عَلَى الْمُؤَذِّنِ أَنْ يُجَوِّدَ الْآذَانَ وَالْإِقَامَةَ، فَيُطَبِّقُ فِي تَجْوِيدِ الْآذَانِ مَا يُطَبِّقُ فِي تَجْوِيدِ الْقُرْآنِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ۔

یعنی جیسا کہ مؤذن کے لئے واجب ہے کہ اذان و اقامت میں قواعد تجوید کی رعایت کرے لہذا اذان کی تجوید کو قرآن کی تجوید کے ساتھ بالکلیہ موافق اور مطابق کیا جائے بحق التلاوة ص ۱۸۹

”فَاكْثَرُ مَا يَقَعُ الْمُؤَذِّنُونَ بِاللَّحْنِ فِي“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔  
 ”وَبِزِيَادَةِ الْمَدِّ الْأَصْلِيِّ عَنْ حَرَكَتَيْنِ فِي أَلِفٍ لَفْظِ الْجَلَالَةِ اللَّهُ حِينَ وَصَلَهَا بِمَا بَعْدَهَا كَمَا زَادَ فِي قَوْلِهِ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“

یعنی مؤذنین جن غلطیوں کے زیادہ مرتکب ہوتے ہیں ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ لفظ اللہ کو ما بعد کے ساتھ وصل کرتے ہوئے اس کے الف کو دو حرکتوں سے زیادہ کر کے پڑھتے ہیں۔ جیسے اللہ اکبر کے اندر دو حرکتوں سے زیادہ



اس کے الف کو پڑھا جائے اسی طرح فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ  
کے لام کے الف میں غلطی کی جارہی ہے“ (ص ۱۹)

مصنف محترم کلمات ”اذان میں ہونے والی نوع بنوع کی غلطیوں کی  
شاندہی کرنے کے بعد اخیر میں فرماتے ہیں۔

”كُلُّ هَذَا..... مِنَ اللَّحْنِ الَّذِي يُنْبَغِي تَجَنُّبُهُ وَكَيْتَنَعُ قَبُولُهُ وَيَجِبُ  
اِنْكَارُهُ عَلَى مُرْتَكِبِهِ“

یعنی ایسی تمام غلطیوں سے اجتناب ضروری، اس کا ماننا ممنوع، اسکے  
مرتکب پر نکیر واجب ہے۔

اپنی عبارت پر حاشیہ لکھتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

مؤذنین اور مبلغین پر واجب ہے کہ اہل ادا اور اہل علم سے اذان و  
اقامت کی تصحیح کریں اور صحت ادا کے لئے ان کے پاس مشق کریں۔ بالکل  
اسی طرح ضروری ہے اہل علم کے لئے کہ یہ حضرات ایسی غلطیوں میں جو مبتلا  
ہیں ان پر نکیر کریں اور انھیں متوبہ کریں (ص ۱۹)

مولانا عاشق الہی بلند شہری | موجودہ زمانہ کے معتبر عالم حضرت مولانا عاشق الہی

صاحب بلند شہری مہاجر مدنی مدظلہ العالی اپنی نفیس کتاب ”التحفة المرضیہ“ فی  
شرح المقدمة الجزریہ“ میں رقمطراز ہیں۔ ”مدّ طبعی کو ایک الف سے زیادہ کہنچنا....  
غلط اور خطرناک ہے جیسا کہ حرین شریفین میں ایسا اکثر ائمہ کرتے ہیں۔ یہ حرام اور  
قیح ہے..... جاہل لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کی قرأت کو صحیح سمجھتے  
ہیں اس اعتبار سے انکا اس طرح پڑھنا اور زیادہ قبیح ہے“ ۱۱۶، ۱۱۵

کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ | کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں

”التَّغْنَى بِالْأَذَانِ“ (کتاب الصَّلَاة) کے عنوان کے تحت عبارت یہ ہے۔



الْتَّغْنَى وَالتَّرَنُّمُ فِي الْأَذَانِ بِالطَّرِيقَةِ الْمَعْرُوفَةِ عِنْدَ النَّاسِ فِي زَمَانِنَا  
هَذَا لَا يَقْرَهُهَا الشَّرْعُ لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ يُقْصَدُ مِنْهَا الْخُشُوعُ لِلَّهِ تَعَالَى۔

یعنی اذان میں راگ اور لے کا پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانہ میں عام طور سے  
ہو رہا ہے کوئی شرع کی مقرر کردہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ اذان عبادت ہے  
اس سے غرض خشوع ہے نہ کہ راگ نکالنا۔

اس کے بعد مذاہب اربعہ کی تفصیل مذکور ہے۔

○ الشَّافِعِيَّةُ قَالُوا: الْتَّغْنَى هُوَ الْإِتِّقَالُ مِنْ نَغْمٍ إِلَى نَغْمٍ وَالسُّنَّةُ  
أَنْ يَسْتَحِقَّ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِهِ عَلَى نَغْمٍ وَاحِدٍ۔

○ الْحَنَابِلَةُ قَالُوا: الْتَّغْنَى هُوَ الْإِطْرَابُ بِالْأَذَانِ وَهُوَ مَكْرُوهٌ عِنْدَهُمْ۔

○ الْحَنْفِيَّةُ قَالُوا: الْتَّغْنَى بِالْأَذَانِ حَسَنٌ إِلَّا إِذَا أَدَّى إِلَى تَغْيِيرِ الْكَلِمَاتِ  
بِزِيَادَةِ حَرَكَةٍ أَوْ حَرْفٍ فَإِنَّهُ يَحْرُمُ فِعْلُهُ وَلَا يَحِلُّ سَمَاعُهُ۔

○ الْمَالِكِيَّةُ قَالُوا: مَكْرَهُهُ الشَّطْرِيَّةُ فِي الْأَذَانِ لِمُنَافَاةِ الْخُشُوعِ إِلَّا إِذَا  
تَفَاحَشَ عُرْفًا فَإِنَّهُ يَحْرُمُ (ج ۱ ص ۳۲)۔

یعنی شافعی کہتے ہیں تغنی کے معنی راگ سے راگ نکالنے کے ہیں حالانکہ  
سنت یہ ہے کہ مؤذن پوری اذان میں ایک ہی لے کو برقرار رکھے۔

حنابلہ کہتے ہیں: تغنی کے معنی اذان میں سُر نکالنا ہے اور یہ فعل ان کے  
نزدیک (بہر حال) مکروہ ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں: اذان میں غنا کی کیفیت اچھی بات ہے لیکن اس طرح نہیں  
کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں ایسا کرنا حرام ہے اور ایسی  
اذان کا سنا بھی جائز نہیں۔

مالکیہ کہتے ہیں: اذان میں لے کا نکالنا مکروہ ہے کیونکہ یہ امر خشوع کے



خلاف ہے اور اگر یہ کیفیت زیادہ ہو جائے تو حرام ہے۔  
 حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالپنوری دامت برکاتہم | ”آداب اذان و  
 اقامت“ ص ۱۸ کی عبارت ”اذان میں لفظ اللہ کو ایک الف سے زائد کھینچنا چاہیے“  
 پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”مگر بہت زیادہ کھینچنا درست نہیں بعض مؤذنون کو دیکھا جاتا ہے کہ جب تک  
 سانس میں گنجائش رہتی ہے کھینچتے رہتے ہیں یہ ناجائز ہے“

”امام ابو محمد جوینی“ تبصرہ، میں لکھتے ہیں۔ ”وَلَا يَجُوزُ الْمَدُّ إِلَّا عَلَى الْاَلِفِ  
 الَّتِي بَيْنَ اللَّامِ وَالْهَاءِ وَلَا يُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الْاِقْتِصَادِ لِلْاَفْرَاطِ۔  
 (شرح المہذب للنووی ج ۳ ص ۲۹۲)“

اور یہ واضح رہے کہ تمام مد اور ان کی مقادیر کی تفصیلات اور حد و دوقیود  
 علم تجوید و قرأت کے ائمہ و ماہرین نے نقل و روایت کو پیش نظر رکھ کر بیان فرمادی  
 ہیں اور انھیں کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق..... دیگر مواقع اور کلمات میں  
 مد کیا جاتا ہے۔ اور خلاف کے مرتکب پر نیکی کی جاتی ہے۔ لہذا مذکورہ عبارت  
 ”وَلَا يُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الْاِقْتِصَادِ لِلْاَفْرَاطِ“ کا وہی مطلب ہوگا  
 جو ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت مولانا پالپنوری مدظلہ اگے ارقام فرماتے ہیں۔

”بلکہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ تو اذان میں اللہ، الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح  
 کے لام کو مطلقاً ایک الف سے زائد کھینچنا بحسن خفی قرار دیتے ہیں۔ مگر ملا علی قاریؒ  
 نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حالت وقف میں یعنی جہاد عارض وقفی ہے، ان کے قول  
 کو تسلیم نہیں کیا ہے، البتہ جہاں مد اصلی ہے..... یعنی تکبیر میں جو لفظ اللہ ہے  
 اور الصلوٰۃ خیر میں جو الصلوٰۃ ہے اس میں ابن حجر کے قول کو برقرار رکھا ہے



لہذا اذان دینے والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے اور تکبیر کے لفظ اللہ کو بہت زیادہ نہیں کہینچنا چاہیے۔

دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب مدظلہ اذان میں اس افراط و تفریط

سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم ارقام فرماتے ہیں۔

..... تو اذانِ صلوٰۃ میں جہر ”مدنی صَوْتہ“ وغیرہ روایت کے مطابق مؤذن

اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ جہر کرنا اور ”مدنی صَوْتہ“ اپنی آواز کو زیادہ سے زیادہ دور تک پہنچانا شرعاً مطلوب ہو گا اس لئے اس جہر میں تحسینِ صوت کے لئے حدودِ شرع میں رہتے ہوئے مدکرنا شرعاً مطلوب ہو گا۔  
اگے لکھتے ہوئے فرماتے ہیں!

”اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الاذان وغیرہ.....

کی عبارات سب واجب اللحاظ والعمل ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے مسئلہ کے متعلق چند روایات و احادیث ذکر کی ہیں انکی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اور ان سب روایات اور عبارات و دلائل کا حاصل یہ نکلا کہ اذان کے کسی کلمہ میں کسی حرکت یا حرف کی زیادتی و کمی کے بغیر اور آواز بگاڑے بغیر ”مَدَّی صَوْتہ“ وغیرہ دلائل کے پیش نظر اپنی بلند سے بلند آواز سے اس طرح اذان دی جائے کہ اس میں گلانے کی آواز پیدا ہونے کا کوئی شائبہ نہ رہے۔ ہاں اگر تحسینِ صوت کے لئے تطویلِ نفسی کرنے سے مد لغوی (یعنی حروفِ مدہ کو ان کی اصلی اور ذاتی وطبعی مقدار ایک الف یا دو حرکت کے برابر پڑھنا) کی صوت پیدا ہو تو اس میں مضائقہ نہ ہو گا بشرطیکہ اہل تجوید اور ائمہ مجوزین کے



اصول کے خلاف اور ان کا اصطلاحی مد (مذہبی، زائد از ایک الف) نہ ہو جائے۔  
حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی اس تحریر سے یہ وضاحت بھی ہوتی  
ہے کہ یہ مسئلہ علم تجوید و قرأت سے لا تعلق نہیں ہے اور یہ کہ اذان میں اہل تجوید  
اور ائمہ مجتہدین کے بیان کردہ اصول و ضوابط کی پابندی ضروری ہے۔

بنگلہ دیش سے آیا ہوا ایک | ذیل میں الجامعۃ العربیہ امداد العلوم فرید آباد دھاکہ  
استفتار اور اسکا جواب | بنگلہ دیش سے (۳۲) قعدہ ۱۳۸۳ھ آیا ہوا ایک  
استفتار اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

مدرسہ ہذا کے ایک استاذ مولانا عبد الحفیظ صاحب نے متعدد مسائل کے  
ضمن میں ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ۔

س۔۔ بعض حضرات ملا علی قاریؒ اور ابن حجر (مہیشمی) کے قول اور مرقاۃ (شرح  
مشکوٰۃ) کے پیش نظر اذان کے لفظ اللہ کے لام کو ایک الف سے زائد کھینچنے کو  
شد و مد سے منع کر رہے ہیں، اس میں مندرجہ ذیل امور کے پیش نظر کچھ کھٹکا ہو رہا ہے  
منجملہ اذان میں اظہار اور اجہار کا مقصد معمولی ایک الف کی مقدار سے ادا  
نہیں ہو سکتا۔ زور سے آواز نکلتے ہی ایک الف ہو جاتی ہے۔ پھر اس پر بس کیا  
جائے تو آواز پھیل ہی نہیں سکے گی۔

الجواب وبالله التوفیق !

وَلَا بَأْسَ بِالتَّطْرِيبِ فِي الْأَذَانِ وَهُوَ تَحْسِينُ الصَّوْتِ مِنْ غَيْرِ أَنْ  
يَتَغَيَّرَ فَإِنْ تَغَيَّرَ بِلَحْنٍ أَوْ مَدٍّ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ كَرِهَ وَقَالَ شَمْسُ الْأُمْنَةِ  
الْحُلْوَانِيُّ إِنَّمَا يَكْرَهُ ذَلِكَ فِيمَا كَانَ مِنَ الْأَذْكَارِ قَاتِلِي قَوْلِهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ  
وَحَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ۔ لَا بَأْسَ فِيهِ بِإِدْخَالِ الْمَدِّ، قَاضِي خَانِ عَلِيٍّ مَلِكِي جِزَاءُ وَفِي

تنویر الابصار ج ۱ ص ۲۰۹ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند



فِي بَابِ الْإِذَانِ وَلَا لَحْنٌ فِيهِ أَيْ تَغْنِي بِغَيْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ بِزِيَادَةِ حُرْكَةٍ أَوْ حَرْفٍ أَوْ مَدٍّ فِي الْأَوَائِلِ وَالْأَوَاخِرِ كَذَلِكَ فِي الْفَلَاحِ (منا)

یعنی اذان میں آواز کو عمدہ اور بہتر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ اذان میں کوئی تغیر پیدا نہ ہو لہذا اگر قواعد تجوید کے خلاف ادائیگی یا مد کو زیادہ کرنے یا اس کے مشابہ کسی چیز کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے اذان میں تغیر پیدا ہو جائے تو یہ مکروہ ہوگا۔

شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ یہ (مد کا زیادہ کرنا) اذان کے اندر مکروہ ہے۔ اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں مد کو زیادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

فقہاء کی مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ میں جو اذکار کے قبیل سے ہیں (مثلاً لفظ اللہ) مد اصلی کو اس کی مقدار (ایک الف یا دو حرکت کے برابر) سے زیادہ کھینچ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ حرف یا حرکت یا گانا نہ بن جائے۔

اس بارے میں جو ”کھٹکا“ ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ :-  
جتنے لوگوں کو گانے کی عادت پڑ گئی ہے انکے لئے اس وقت تک اچھا حاصل نہ ہوگا جب تک کہ اپنے سانس کو ختم نہ کر دیں لیکن جنکا یہ مزاج نہ ہو اور انکی آواز بھی بلند ہو تو لفظ اللہ کے لام کو ایک الف کی مقدار کھینچنے سے انکی اذان میں اچھا حاصل ہو جاتا ہے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَإِنَّهُ أُنْذِرُ وَأَمْدُ صَوْتًا مِّنْكَ میں لفظ اَمْدُ صَوْتًا سے کلمات اذان میں بیجا طول دینے کا شبہ نہ کیا جائے اس لئے کہ اَمْدُ صَوْتًا کی تفسیر اہل لغت نے اَبْعَدُ صَوْتًا سے کی ہے



جس کا حاصل اَرْفَعُ صَوْتًا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے..... معارف السنن ج ۲ ص ۱۱۱

غرض اذان میں مقصود اجہار اور رفع صوت ہے۔ جس کا تعلق پھیپھڑوں کی قوت سے ہے درازئی صوت مقصود نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

مندرجہ بالا جواب کے نیچے دارالعلوم دیوبند کے دار الافتاء کے تین اراکین کے دستخط ثبت ہیں..... حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند<sup>۱۲۳۲ھ</sup> الجواب صحیح محمد ظیف الدین۔ الجواب صحیح کفیل الرحمن نشاط۔

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہ جو پوری | موجودہ دور کے ایک معبر اور صاحب بصیرت عالم حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جو پوری مدظلہ شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورتنی جو پور سے مذکورہ مسئلہ سے متعلق دریافت کیا گیا تو موصوف نے ایک تفصیلی جواب مرحمت فرمایا۔ راقم نے مسئلہ ہذا سے متعلق ایک ابتدائی تحریر چار صفحات پر مشتمل ارسال خدمت کی تھی۔

موصوف آغاز تحریر میں ارقام فرماتے ہیں۔

» پورا رسالہ از اول تا آخر دیکھا۔ حوالے وغیرہ تلاش کئے اور بعد مطالعہ کتب جو رائے قائم ہوئی وہ عرض کی جاتی ہے..... جس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ مسلک حق اور مطابق جمہور وہی رائے ہے جو آپ نے پیش فرمائی ہے۔ البتہ گنجائش معمولی سی ہی سہی دوسرے پہلو کی بھی ہے لہذا صحیح صورت اور واقعی مسلک تو بیان کر دیا جائے لیکن اذان پر نیکر میں شدت نہ برتی جائے....» حضرت مولانا آگے چل کر فرماتے ہیں۔

’نوظر رہے کہ اس تمام تر تنقید میں دوسری طرف (یعنی مد کے قائلین کیلئے) گنجائش کا پہلو بتایا گیا ہے ورنہ اصل اور مطابق جمہور وہی بات ہے جس کو (راقم،



کے مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کی تائید میں "السَّعَابَةُ" کی عبارت پیش ہے جس کا ظاہر و باطن دیکھنے سے دونوں پہلوؤں کی حیثیت ظاہر ہو جاتی ہے ۱۴ پر فرماتے ہیں۔

قَوْلُهُ فَلَا يَنْقُصُ شَيْئًا مِنْ حُرُوفِهِ الْخَرُّ هَذَا بَظَاهِرِهِ يُفِيدُ أَنَّهُ يُكْرَهُ  
التَّحْنُ فِي جَمِيعِ كَلِمَاتِ الْإِذَانِ وَعَلَيْهِ الْجَمْعُ وَتَقِلُّ فِي الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ عَنِ  
الْحُلُوِّ أَنَّ كَرَاهَتَهُ إِنَّمَا فِي الذِّكْرِ وَالنَّشَاءِ

أَقَالُو لَحْنٌ فِي الْحَيَعَلَيْنِ بَانَ زَادَ الْمَدَّ لِتَحْسِينِ الصَّوْتِ وَنَحْوِهِ فَلَا يُكْرَهُ  
قُلْتُ أَيْ الْعَلَامَةُ اللَّكْنُ وَمَا أَجْهَلُ مُؤَذِّنِي زَمَانًا حَيْثُ يَلْحَنُونَ فِي الْإِذَانِ  
فَبَعْضُهُمْ يَحْزِنُونَ الْوَاوِي فِي رَسُولِ اللَّهِ وَبَعْضُهُمْ يَضُمُّ الرَّاءِي فِي الرَّسُولِ - وَبَعْضُهُمْ  
يَحْزِنُونَ الْأَلِفَ مِنَ الْكَبْرِ وَبَعْضُهُمْ يَمْدُدُّونَ الْيَاءَ فِي حَيٍّ عَلَى الصَّلَاةِ وَكُلُّ ذَلِكَ لَحْنٌ  
مَنْوَعٌ بِالْإِيفَاقِ - (ص ۱۵)

قَوْلُهُ فَأَمَّا مَجَرَّدُ تَحْسِينِ الصَّوْتِ أَيْ بِلَا تَغْيِيرٍ لِفِظِهِ فَهُوَ حَسَنٌ ظَاهِرٌ  
عِبَارَةُ الْخُلَاصَةِ . . . . . قَالَ تَحْسِينُ الصَّوْتِ لَا بَأْسَ بِهِ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ . . . . .  
وَعِبَارَةُ قَاضِي خَانَ حَيْثُ قَالَ فِي مَنَازِلِ الْأَبَاسِ بِإِلْتِطَافٍ فِي الْإِذَانِ وَهُوَ  
تَحْسِينُ الصَّوْتِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَغَيَّرَ بِلَحْنٍ أَوْ مَدٍّ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ كِبَرًا -  
يُشْمَكُ بِأَنْ تَرُكَهُ أَوْ لَا

ترجمہ :- ماتن کے قول فلا ینقص الخ یعنی اذان کے حروف میں کچھ بھی کمی نہ کرے، سے  
بظاہر یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ اذان کے تمام کلمات میں لحن پیدا کرنا مکروہ ہے اور  
یہی جمہور کا مذہب ہے اور سحر وغیرہ میں شمش الائمہ حلوانی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس  
تلمیح کی کراہیت (اذان) کے ذکر و ثنا والے کلمات میں ہے۔

بہر حال اگر کوئی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں لحن کرے بایں طور کہ آواز







حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہ العالی اس عبارت کے  
سلسلے میں فرماتے ہیں :-

” مفید الاقوال اور فتح الملک المتعال جو تحفۃ الاطفال کی شرحیں ہیں ان  
سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اکبر کے اسم جلالہ میں فقہائے سات الف  
کے برابر مد کرنے کی اجازت دی ہے تو اب تک باوجود تلاش بسیار  
کے کسی فقیہ کا قول اس طرح کا نہیں ملا۔“

مولانا موصوف اپنی تحریر کے آخر میں فرماتے ہیں ۔۔۔۔۔

جیسا کہ اوپر گذرا، بعض حضرات اسبابِ مد میں اسے ایک ضعیف  
سبب سبب معنوی کا سہارا لیتے ہوئے لفظ اللہ دو صلاہیں مد کو جائز کہتے ہیں،  
اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ! **خلاصہ**

اولاً :- یہ سبب سبب ضعیف ہے ۔

ثانیاً :- یہ لائے نفی جنس میں ہے ۔ نفی میں مبالغہ کرنے کے لئے ہے جیسے  
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اور لَا مَرَدَّ وَغَيْرِہ اسی کو مد تعظیمی کہتے ہیں محقق ابن الجزریؒ  
نے مد تعظیمی کو لفظ اللہ میں نہیں کہا ہے ۔

ثالثاً :- یہ بطریق شاطبی اور جمہور قرار کے نزدیک معمول بہا نہیں ہے ۔

رابعاً :- یہ جمہور کے خلاف ہے ۔

خامساً :- یہ قراء سبعہ میں امام سادس حضرت امام حمزہ کوئی کے لئے ہے امام  
عاصم کوئی وغیرہ حضرات کے لئے نہیں ۔

سادساً :- اس میں امام حمزہ کے لئے تو سسط ہے ۔ طول و تطویل نہیں ۔

سابعاً :- لفظ اللہ پر (وصلًا) اکثر حضرات بصراحت نہ صرف عدم جواز  
کے قائل ہیں بلکہ اسے اقبح البدعۃ و أشد الکراہۃ قرار دیتے ہیں، صرف بعض لوگ



ہیں جو سببِ ضعیف کا سہارا لیتے ہوئے مد کو جائز کہتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ جواز و عدم جواز میں، محرم اور قبیح میں اختلاف کی صورت میں عدم جواز اور محرم کو ترجیح ہوتی ہے۔ تاہنا:۔ ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ لفظ اللہ (وصلًا) میں مد غلط ہوتا تو امت کا اجماع اس پر نہ ہوتا۔ کیونکہ کسی غلط امر پر امت کا اجماع نہیں ہو سکتا ہے۔ واضح ہو کہ اجماع خواص کا معتبر ہوتا ہے نہ کہ عوام کا۔ اور طبقہ خواص لفظ اللہ پر مد طول و تطویل کے سلسلے میں بالکل مجتمع نہیں ہے۔ ہر دور اور ہر دائرہ میں عرب ہو یا عجم ہر جگہ اس کے خلاف ہمیشہ لکھا گیا ہے۔ اس کے خلاف براہِ نیکر کی جاتی رہی ہے۔ مابقی میں مندرجہ تصریحات سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

مضمون کی تائید میں ملک کے مقتدر علماء کرام کی تحریریں موصول ہوئیں جن میں سے چند تحریریں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

## تائیدات

۱۔ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب خیر آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند اذان پنجوقتہ نمازوں کے لئے سنت موکدہ اور شعار اسلام میں داخل ہے، عربی زبان میں مخصوص الفاظ کے ساتھ مشروع ہے جس سے فرض عین نمازوں کے وقت کا اعلان ہوتا ہے۔

سب سے پہلے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں خواب یا بیداری کی درمیانی حالت میں ایک فرشتے کے ذریعہ اذان کے کلمات سکھائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب و تصدیق فرمائی انہوں نے..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بلالؓ کو سکھایا پھر حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم ہوا کیونکہ وہ بلند



آواز کھے، اور وہ اذان دینے لگے۔

اذان میں عربی زبان کے کلمات ہیں۔ ان کے تلفظ کے لئے عربی زبان میں قواعد و ضوابط مقرر ہیں، ان قواعد و ضوابط کی رعایت کرنا بہر حال ضروری ہے، ان قواعد کی رعایت کئے بغیر اذان دینا درست نہیں۔

فقہاء کرام نے امام اور مؤذن کے اوصاف یکساں ذکر کئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذن کے لئے بھی عالم متقی ہونا بہتر ہے۔ تاکہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جا سکے۔

آج کل ہماری بے توجہی سے عموماً ناخواندہ غیر شرعی وضع قطع رکھنے والے مؤذن اذان دیر ہے ہیں جو اذان کے احکام و مسائل سے کسیر ناواقف ہوتے ہیں، کلمات اذان کا صحیح تلفظ نہیں جانتے ہیں، ان کلمات میں ضابطے کے خلاف غیر معمولی کشش کرتے ہیں۔ اپنے سانس کی لمبائی دکھانے کے لئے اس درجہ کھینچتے ہیں کہ اذان میوزک اور گانے کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، ٹیپ رکارڈ اور ریڈیو پر آنے والی اذانوں کی نقل سے اور زیادہ بے اعتدالی آگئی ہے، سادہ اذان کا رواج ختم ہو گیا ہے، لاپنا، راگ میں راگ نکالنا اور گانے کی نقل کرنا مستقل مزاج بن گیا ہے جس سے اذان کی روح جاتی رہی۔

ستم بالائے ستم کہ اس طرح غلط دی جانے والی اذانوں کی اصلاح نہیں کی جاتی بلکہ ایسی اذانوں کی اور تحسین کی جاتی ہے، یہ مرض عام ہو رہا ہے، عوام و خواص، شہروں اور قصبات میں حتیٰ کہ دیہاتوں میں بھی پھیل چکا ہے، ضرورت ہے کہ اہل علم اس کی اصلاح کی طرف توجہ کریں، اور اس بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کریں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مصلح الامت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب



(ہردوئی) دامت برکاتہم کو وہ ایک عرصے سے اس کی اصلاح کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اب عزیز محترم مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی سلمہ نے ان کی کوشش کو آگے بڑھانے اور اصلاح اذان کے پروگرام کو پورے ملک اور بیرون ملک میں پھیلانے کے لئے کتابچہ کی شکل میں تحریر فرمادیا ہے۔ عزیز موصوف نے اذان میں ہونے والی غلطیوں کو بڑی تفصیل کے ساتھ دلائل کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور ماشاء اللہ اپنی کوشش میں کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو لوگوں کے لئے اپنی اپنی اذانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے، اسے بیکار مقبول اور نفع بخش بنائے اور مولف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے (آمین) فقط

حبیب الرحمن خیر آبادی عفا اللہ عنہ، خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند  
الرزیع الاول ۱۴۱۲ھ



۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہ مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورنمنٹی جوہنپور  
مضمون کو بغور دیکھا گیا، ماشاء اللہ خوب کاوش فرمائی ہے، اس بے بضاعت کی رائے  
میں اُحوط تو وہی ہے جو آنجناب نے تحریر فرمایا ہے..... اعمال تو اس کا تا حد امکان ہونا  
چاہیئے، حضرت مفتی صاحب کی مزید مفید تحریر بھیجیے مضمون میں شامل ہے۔

(ناکارہ) محمد حنیف غفرلہ  
خادم مدرسہ ریاض العلوم گورنمنٹی جوہنپور

۱۵/۱/۱۴۱۲ھ





## حضرت مولانا مفتی ظفر الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى  
 آج کل اذان کے کلمات میں ضرورت سے زیادہ کھنچ تان کا رواج پڑ گیا ہے، جس سے علماء اسلام نے روکا ہے اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے، آج بھی کچھ پرانے علماء اس کھنچ و تان کو جو قاعدہ کے خلاف ہے، پسند نہیں کرتے ہیں، دارالافتاء سے اس سلسلہ میں برابر لکھا جا رہا ہے کہ اعتدال پیدا کیا جائے اور مروج طریقہ بند کیا جائے۔

اذان میں اس کھنچ تان کا تعلق تجوید سے بھی ہے، اس لئے دارالعلوم دیوبند کے مشہور مجتہد مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی زید مجدہ سے بھی سوال کیا گیا تھا، قاری صاحب موصوف ماثار اللہ فاضل دیوبند بھی ہیں اور بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں، انھوں نے محنت کر کے اس کا جواب لکھا ہے اور اس کو ایک کتابچہ کی شکل دیدی ہے جو ماثار اللہ اچھا کتابچہ ہے۔

خاک سار نے سرسری طور پر اسے دیکھا اور استفادہ کیا، دل سے دعائیں نکلیں، مختصر یہ کہ قاری صاحب موصوف کی یہ خدمت لائق صد تبریک و تہنیت ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین

طالب دعار محمد ظفر الدین غفرلہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

۶ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ







# اغلاط اذان واقامت

(مولانا محمد افضل حسین بستوی مدرس دارالعلوم الاسلامیہ بستی)

- (۱) اللہ کو اللہ (یعنی بالمد) پڑھنا۔ (۲) اللہ کے لام کو ایک الف سے زیادہ
- کھینچنا (۳) اللہ کے ہار کے پیش کو مجہول پڑھنا (۴) اکبر کو اکبر بالمد پڑھنا
- (۵) اکبر کو اکبار (بار کے بعد الف پڑھنا) (۶) اکبر کو اکبر (ضمہ کے ساتھ)
- پڑھنا (۷) اکبر کی را کو پرنہ پڑھنا (۸) اَشْهَدُ کو اَشْهَدُ (بالالف) پڑھنا (۹) اَشْهَدُ
- کے دال کے پیش کو مجہول پڑھنا (۱۰) اَنْ کے نون کو لا کے لام میں نہ ملانا (۱۱) لا کو چار
- الف سے زیادہ کھینچنا (۱۲) اِلَہ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۱۳) اِلَّا اللہ
- میں اللہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۱۴) مُحَمَّدٌ کی تنوین کو رسول اللہ
- کی را میں نہ ملانا (۱۵) رَسُوْل کے واو کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۱۶) رسول اللہ میں
- اللہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۱۷) حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کو حَتَّى لَا الصَّلَاةِ
- پڑھنا (۱۸) حَتَّى لَا الصَّلَاةِ پڑھنا (۱۹) عَلَى الصَّلَاةِ میں الصَّلَاةِ کے الف کو پانچ الف
- سے زیادہ کھینچنا (۲۰) الصَّلَاةِ کی ہا کو حذف کر دینا (۲۱) حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کو
- حَتَّى لَا الصَّلَاةِ پڑھنا (۲۲) حَتَّى لَا الصَّلَاةِ پڑھنا (۲۳) الصَّلَاةِ کے الف کو پانچ
- الف سے زیادہ کھینچنا (۲۴) الصَّلَاةِ کے حا کو حذف کر دینا (۲۵) الصَّلَاةِ خَيْرٌ میں
- الصَّلَاةِ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۲۶) الصَّلَاةِ کی تا کے پیش کو مجہول
- پڑھنا (۲۷) الصَّلَاةِ کی تا کو کھینچنا (۲۸) خَيْرٌ کی یار کو مجہول پڑھنا (۲۹) خَيْرٌ کی
- را کو پرنہ کرنا (۳۰) النُّوم کے واو کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا۔ (۳۱) النُّوم کے



واو کو مجہول پڑھنا (۳۲) ترشّل نہ کرنا، یعنی دو کلموں کے درمیان بقدر جواب نہ ٹھہرنا۔

## اغلاط اقامت

(۱) اَکْبَرُ کو اَکْبَرُ بِالضَم، پڑھنا (۲) اِلَّا اللّٰهُ کو اِلَّا اللّٰهُ بِالضَم، پڑھنا (۳) رَسُوْلُ اللّٰهُ کو رَسُوْلُ اللّٰهُ (ہار کو زیر دے کر) پڑھنا (۴) حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کو حَيَّ لَا الصَّلٰوة پڑھنا (۵) الصَّلٰوة کو الصَّلٰوة (تار کو زیر دے کر) پڑھنا (۶) حَيَّ اِلَّا الصَّلٰوة پڑھنا (۷) حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کو حَيَّ لَا الصَّلٰوة پڑھنا (۸) الصَّلٰوة کو الصَّلٰوة (ہار کو زیر دے کر) پڑھنا (۹) حَيَّ اِلَّا الصَّلٰوة پڑھنا (۱۰) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة کو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة (تار کو ضمہ دے کر) پڑھنا۔ (۱۱) ہر کلمہ پر ٹھہرنا۔

کلمات اذان و اقامت کو وصل کرتے ہوئے آخری حرف پر کوئی اعراب نہ ظاہر کئے جائیں، سب کلمات ساکن و مجزوم ہیں (کنز العمال ج ۱ ص ۱۵۱)

پیشکش ہے شیخنا، زندگی میں عبادۃ القلْب  
اور  
تقریریں دہیسی کیسے  
حضرت حقانوی کے

## پسندیدہ واقعات



# چشم تعلیمات دینی

- ۱۔ جس نے کہنا مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہنا مانا اللہ تعالیٰ کا۔ (پ ۵، ع ۸)
- ۲۔ وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (ترمذی شریف)
- ۳۔ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان بھائی کو مالی یا جانی نقصان پہنچائے یا فریب کرے (ترمذی شریف)
- ۴۔ دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر رہتا ہے (جامع الصغیر)
- ۵۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ بخی
- ۶۔ باپ کی ناراضگی کا وبال دنیا میں بھی آتا ہے (مشکوٰۃ شریف)
- ۷۔ غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کو پانچ چیزیں آنے سے پہلے۔
  - زندگی کو موت سے پہلے • تندرستی کو بیماری سے پہلے
  - فراغت کو مشغولی سے پہلے • جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
  - مالداری کو فقر سے پہلے (جامع الصغیر)



اللہ الرحمن الرحیم

و کہ دنیا میں شکر و نیتیں یہاں  
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ آج  
جو شکر آتا ہے دنیا میں یہی ہے قضا  
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں در دھیان

نجمین ایسا حسن و حسنہ  
نفیر آباد باغیں نور و لاہور

مکتبہ رحمتیہ لاہور



## القول العزیز

وقتِ عمل کب آئے گا ہمیں کس انتظار میں

اب بھی ہے کیا کوئی کسرتِ افتقار میں

جب کہ خدا پہ تھی نظر کچھ نہ تھا دشمنوں کا ڈر

دس بھی ہوتے تو بے خطر گھس گھس ہم نہ اڑیں

رنگِ لیوں پہ زمانے کی نہ جاننا دل

یہ خزاں ہے جو باندا زبہار آتی ہے

محبوب محمد ابراہیم علیہ



وساوس جمع آتے ہوں اس کا غم کیوں

عہد اپنے جی کو جلانا برا ہے

خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے

وساوس کا لانا کہ آنا برا ہے